نائیجیریا ــــ جمہوریت کی شاہراہ پر

پیٹر لیوس*

تلخیص: محمد ایوب منیر

نائجیریا کے اندر جمہوری تسلسل عرصہ دراز سے معطل ہے، بار بار کی فوجی حکومتوں اور ہر درجے تک پھیلی ہوئی بدعنوانی کے سبب نائیجیریا مستحکم حکومت اور مستحکم معیشت کے خواب کی تعبیر سے محروم ہی رہا، لیکن ۱۹۹۸ء میں فوجی آمر ثانی آباچا کی وفات کے بعد جب سے جنرل عبدالسلامی ابوبکر کے ہاتھ میں اقتدار آیا ہے ان کے جمہوریت، اصلاح اور بحالی کے متعدد اقدامات سے خوشگوار تبدیلی کی لہر نمایاں محسوس ہو رہی ہے۔ اس توقع پر یہ سوال ذہن میں اٹھتا ہے کہ کیا اب وقت آ گیا ہے کہ نائیجیریا تعمیر و ترقی کا راستہ اختیار کر لے، یہی اس مضمون کا موضوع ہے۔

نائیجیریا کے ۳۶ صوبے ہیں اور تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق رجسٹرڈ رائے دہندگان کی تعداد پانچ کروڑ ستر لاکھ ہے۔ ایوان ہائے حکومت و سیاست میں جو اتھل پتھل چل رہی ہے اس کا آغاز ۱۹۸۶ء میں ہوا جب جنرل ابراہیم بابنگیدا نے فوجی انقلاب برپا کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا، سات سال تک وہ اقتدار کے مزے لوٹتے رہے۔ انہوں نے بار بار انتخابات کا اعلان کیا اور اس کے انعقاد سے راہ فرار اختیار کرتے رہے۔ تاہم ۱۲ جون ۱۹۹۳ء کو صدارتی انتخابات کا انعقاد ہوا۔ انتخابات کے نتائج مرتب ہونا شروع ہوئے تو معلوم ہوا کہ معروف سیاسی لیڈر سردار ایم-کے-او-ابیولا بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے ہیں۔ جنرل صاحب نے انتخابی نتائج روک لیے، پورے ملک میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی، ابیولا صاحب کے یوروبا قبیلہ کے لوگ احتجاج میں سب سے زیادہ پیش پیش تھے۔ بالآخر شدید ملکی اور بین الاقوامی دباؤ کے باعث بابنگیدا اقتدار سے علیحدہ ہو گئے، لیکن جاتے جاتے حکومت قائم کردہ شہری کمیٹی کے سپرد کر گئے۔

---

* Peter Lewis, "Nigeria: From Despair to Expectation", *Current History*, May 1999, pp 223-227

لیکن چند ہفتوں میں ہی حکومت کے نام نہاد وزیر دفاع جنرل آباچا نے شہری نگراں کمیٹی کو غیر موثر کر کے اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ثانی آباچا نے سیاسی سرگرمی کو اور مخالفت کے ہر مصدر کو قوت سے دبانے کی کوشش کی، انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے والے ابیولا کو ۱۹۹۴ء میں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا، سیاست دانوں کو ہراساں کیا گیا، یا تو وہ ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے یا پھر کہیں محصور کر دیے گئے۔ تمام جمہوری ادارے انسانی حقوق اور مزدور تنظیمیں کالعدم قرار دے دی گئیں، پریس کے ساتھ انتہائی نارو سلوک کیا گیا، اخبارات کی اشاعتیں اور مطبوعات ضبط کر لی گئیں، صحافیوں کو سزائیں سنائی گئیں، اس طرح تمام اختیارات فرد واحد کی ذات میں مرتکز ہو کر رہ گئے۔

ثانی آباچا فوج سے آئے تھے لیکن انہوں نے فوج کے کردار کو بھی محدود کرنے کی کوشش کی، افواج کے افسران کی نگرانی کے لیے اطلاعات اور سراغ رسانی کا ایک اور نظام متعارف کرایا، اپنے ہی نائب جنرل دیا کو بغاوت کا مجرم قرار دے کر پھانسی چڑھا دیا۔ سابق صدر اوباسانجو اور ان کے قریبی ساتھی موسیٰ یارادووا کو قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ آباچا کے دور میں بدعنوانی عروج پر پہنچ گئی۔ تیل صاف کرنے والے کارخانے پیداوار میں کمی پر مجبور ہو گئے، پولیس اہلکار طاقتور ہو گئے اور کئی مواقع پر مجرم گروہوں کے ساتھ پولیس افسران شامل جرم رہنے لگے، اس کی وجہ یہ تھی کہ ثانی آباچا نے اس کو مضبوط کیا تھا، جب آباچا کا جون ۱۹۹۸ء میں انتقال ہوا تو اس کے اور اس کے اقرباء کے اکاؤنٹ میں ۶ ارب امریکی ڈاکٹر جمع تھے (انڈونیشیا کے صدر سوہارتو بھی ڈالر ہی اکٹھے کرتے رہے تھے)۔ ان سب کا نتیجہ علاقائی رقابتیں، غیر مستحکم معیشت، تاریک مستقبل اور عالمی سطح پر نائیجیریا کے لیے تنہائی کی سزا تھی۔ آباچا نے اپنے وفاداروں اور عزیزوں کو نوازنے کے لیے جب قانون، آئین، نظم وضبط کی دھجیاں بکھیر دیں تو نتیجتاً تیل کی سمگلنگ، منشیات کا پھیلاؤ اور تجارتی بنیادوں پر دھوکہ دہی عام ہوتے چلے گئے۔

سیاسی طور پر آباچا نے کئی سیاستدانوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ کئی ایک اس کے کارناموں میں شریک ہو گئے، سیاسی سرگرمی اور جمہوریت کے حق میں اٹھنے والی ہر آواز کو دبا دیا گیا۔ یہاں تک کہ سیاست دان، صحافی، کاروباری موثر افراد ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ آباچا نے پانچ چھوٹی پارٹیوں کو اپنے ساتھ ملایا اور ایسا سلسلہ کیا کہ اگست ۱۹۹۸ء میں وہ سب کے سب اسے صدارتی نمائندہ نامزد کر دیں اور ریفرنڈم کی

صورت بن جائے، لیکن خالق حقیقی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

۸ جون ۱۹۹۸ء کو جنرل ثانی آباچا کا انتقال ہو گیا اور افسران دفاع کے سربراہ اور عارضی حکمران کونسل کے انچارج جنرل عبدالسلامی ابوبکر نے ایک روز کے اندر اندر اقتدار سنبھال لیا، عوام نے محسوس کیا کہ آباچا کی سرگرمیوں کے باوجود فوج میں دم خم موجود ہے۔ جنرل ابوبکر کی شہرت ایک پیشہ ور ماہر سپاہی کی تھی۔ افواج کے اندر بھی ایک گروہ کی یہ رائے عام تھی کہ سیاسی استحکام کے ذریعے نائیجیریا کو عالمی تنہائی سے نجات ملنا چاہیے، ابوبکر اسی گروہ کے نمائندہ بن کر سامنے آئے۔ انہوں نے نمایاں سیاست دانوں کو رہا کیا، شہری تنظیموں کی کارکردگی کی راہ ہموار کی اور مخالف سیاست دانوں سے راہ و رسم پیدا کی۔

جنرل ابوبکر نے آباچا کے حامی نمایاں وزراء اور فوجی افسروں کو چلتا کیا اور جمہوری دور کے آغاز کا اعلان کیا۔ آباچا اور اس کے خاندان نے جو قومی دولت ہڑپ کی تھی اس کی تحقیقات کے لیے کمیشن قائم کر دیا۔ ابوبکر کو برسر اقتدار آئے ابھی ایک ماہ ہی ہوا تھا کہ صدارتی انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے والے معروف سیاست دان ابیولا کا انتقال ہو گیا۔ اس کے اہل خانہ نے شبہ ظاہر کیا کہ حکومت ابیولا کی موت کے جرم میں شریک ہے۔ ساٹھ افراد ہنگاموں کی نظر ہوئے، تاہم شورش دبا دی گئی۔ ابوبکر نے دس ماہ بعد انتخابات (۲۳ فروری) کے شیڈول کا اعلان کیا، نیز یہ بھی کہ ۲۹ مئی ۱۹۹۹ء تک اقتدار جمہوری نمائندوں کو منتقل کر دیا جائے گا۔ جمہوری عمل کو شفاف بنانے کے لیے کمیشن (INEC) بنانے کا اعلان کیا اور وعدہ کیا کہ جلد ہی ملک کو ایک آئین دے دیا جائے گا۔ کمیشن نے یہ شرط وضع کی کہ سیاسی جماعتوں کو صوبوں اور وفاق میں مقبول ہونا چاہیے۔ یہ بھی شرط عائد کی گئی کہ کامیاب ہونے والی پارٹی کو ۳۶ میں سے ۲۴ صوبوں کے دس فیصد ووٹ حاصل کرنا ہوں گے۔ INEC نے نو سیاسی جماعتوں کو رجسٹریشن دی ان میں عوامی جمہوری پارٹی (PDP)، ۳۴ کا گروپ، اور مکمل عوام پارٹی (APP)، اتحاد جمہوریت (AD)، نجات پارٹی اور تحریک انصاف وغیرہ شامل ہیں۔

نائیجیریا کے شمال اور جنوب میں نسلی اور لسانی اختلاف ہے۔ دونوں علاقوں کے سیاست دان بھی ایک دوسرے کے مدمقابل رہتے ہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ ووٹ دھندگان کے اندراج میں شمال کے لوگ جنوب کے لوگوں سے آگے نکل گئے ہیں، تاہم پانچ کروڑ ستر لاکھ لوگوں کی رجسٹریشن ایک خوش آئند پہلو

ہے،جعلی ووٹوں کو روکنے کا توڑ اسی طرح ہو رہا ہے کہ جس طرح دنیا کے کم ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے۔

۵ دسمبر ۱۹۹۸ء کو بلدیاتی انتخابات کا انعقاد ہوا۔ پچاس فیصد رائے دھندگان نے اپنی رائے استعمال کی اگرچہ بعد میں ہونے والے ریاستی عہدیداران کے انتخاب میں رائے دھندگان کی شرح میں کمی آ گئی لیکن اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ نائیجریا کے عوام ووٹ کے ذریعے تبدیلی میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ کئی علاقوں میں دوبارہ انتخابات ہوئے۔

PDP نے ابتدائی انتخابات میں ۶۰ فیصد نشستیں حاصل کیں، جبکہ APP نے نو صوبوں پر کنٹرول حاصل کرلیا ہے۔جنوب مغربی چھ صوبوں میں AD نے اکثریت حاصل کی ہے۔

تین بڑی پارٹیوں سے چھ نمایاں صدارتی امیدوار قومی افق پر طلوع ہو چکے ہیں۔ان میں سابقہ نائب صدر ایکوایمے، سابقہ سربراہ فوج اوباسانجو، اولو فلے او بولا ایگے، اولوسولا ساکی اور ایوو ان یان وو شامل ہیں۔اوباسانجو نے ۱۹۷۰ء میں اقتدار سے علیحدگی اختیار کر لی تھی، یوروبا قبیلے سے ان کا تعلق ہے اور مسیحی ہیں لیکن فوج اور شمالی صوبوں کے لیے اس لیے بھی قابل قبول ہیں کہ ان کی عالمی شناخت بھی موجود ہے۔

بلدیاتی انتخابات میں سیاسی جماعتوں کا گٹھ جوڑ عروج پر پہنچ گیا، سیاسی جماعتوں کے اندر نامزدگیوں کے موقع پر شدید لے دے ہوئی۔ PDP کے مقابلے کے لیے AD اور APP نے محاذ بنانے کی کوشش کی۔اس محاذ کے بننے کے بعد چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی کسی نہ کسی محاذ بنانے کے عمل میں شریک ہوگئیں اور اولو فلے کو متحدہ محاذ کا سربراہ بنالیا۔

فروری کے آخر میں قومی اسمبلی اور صدر کے عہدے کے لیے جو انتخابات ہوئے ان کا مشاہدہ کرنے کے لیے غیر ملکی اطلاعاتی اور خبر رساں ادارے موجود تھے، مبصرین کا خیال تھا کہ صدارتی انتخابات میں ووٹوں کا تناسب ۲۵ فیصد ہے جبکہ حکومتی اعلان تھا کہ یہ شرح ۴۸ فیصد رہی ہے۔اوباسانجو کو ۶۳ فیصد ووٹ ملے۔انتخابی عمل میں کئی خامیوں کے باوجود اہل نائیجریا نے بھی اور دوسرے مبصرین نے بھی نتائج کو قبول کرلیا۔

انتخابی مرحلے میں عوام الناس کی واضح شرکت اس امر کا مبین ثبوت تھی کہ اہل نائیجیریا فوجی اقتدار

سے تنگ آ چکے ہیں اور کسی نہ کسی راہنما کے ذریعے جمہوریت کی منزل طے کرنا چاہتے ہیں۔ اب جیسا کہ فوج بیرکوں میں واپس جا چکی ہے، امید ہے کہ جمہوریت کے ذریعے مملکت کے امور بہتر انداز میں چلائے جا سکیں گے۔

خدشہ ہے کہ فوج کے اندر سے کچھ سرکش لوگ اس جمہوری عمل کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کریں، نئی حکومت کو کئی مسائل کا سامنا ہے۔ سب سے اہم مسئلہ بنیادی ڈھانچہ اور سرکاری شعبوں کا قیام ہے۔ اس کے بعد اہم ترین کام اقتصادی بحالی کا از سرِ نو آغاز ہے، ۳۰ ارب ڈالر کا غیر ملکی قرض ہے، تیل کی قیمتیں مستحکم ہو جائیں تو دیگر ممالک بھی سرمایہ کاری کریں گے اور قرضوں کی ادائیگی کی بھی سبیل ہو جائے گی۔

نائیجیریا کی معیشت کا انحصار تیل پر ہے، فوجی مداخلت، بے حد و حساب بدعنوانی، لسانی اور علاقائی تفرقے ملک کی ترقی کے راستے میں رکاوٹ ہیں، وفاقی ادارے مستحکم ہوں تو مرکزیت کے منفی اثرات سے نپٹا جا سکتا ہے، آئین میں ترامیم درج ہو جائیں تو ریاستوں کے درمیان مالی معاملات اور ٹیکسوں کی وصولی میں بہتری ہو سکتی ہے، سیاسی اصلاح کے دیگر میدانوں میں ابوبکر کی حکومت آئینی طور پر ایک دستاویز پیش کرنے کے سوا کچھ نہ کر سکی۔ اب جب کہ دستور کے نفاذ کی بحث از سرِ نو عروج پر ہے، ضرورت ہے کہ اس کو کسی صورت پسِ پشت نہ ڈالا جائے۔

نائیجیریا کے جنوب مشرق میں ایک درجن سے زائد اقلیتیں رہتی ہیں اور گونی اور ایجا قبائل کی بدولت شورشیں بھی سر اٹھاتی رہتی ہیں، وسائل اور فنڈز کی تقسیم کے ذریعے اس مسئلے پر بھی قابو پایا جا سکتا ہے۔

کیا سول عوام اور نمائندے بھی نائیجیریا چلا سکتے ہیں، یہ سوال دلچسپ بھی ہے اور توجہ طلب بھی۔ عوام تو یہ چاہتے ہیں کہ ان کے بنیادی حقوق اور بنیادی سہولتیں حکومت کی توجہ حاصل کرتے رہیں، یہ چیز فراموش نہ کی جانی چاہیے کہ تمام تر اختلاف کے باوجود اوباسانجو کی حزب اختلاف مضبوط اور متحرک ہے۔

دستوری حکومت کے لیے اہم اور حساس مسئلہ فوج کا کردار ہے، حال ہی میں فوج نے عبوری طور پر پسپائی اختیار کر لی ہے، طویل عرصے تک فوجیوں کی حکومت نے ایسے افسر اور جرنیل پیدا کر دیے ہیں کہ جو صرف حکومت کرنے ہی میں یقین رکھتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ فوج کی تنظیم نو ہو، افسروں اور جوانوں میں

جوفرق ہے وہ ختم ہو اور ان کا آپس میں رابطہ بھی ہو، سیاسی جماعتوں میں جوفوجی جرنیل اور سرکردہ افسر سرگرم عمل ہیں ان کے ساتھ بھی تعلقات کار بہتر بنانے کی ضرورت ہے، نائیجیریا میں جمہوریت کا درخت اسی وقت برگ و بار لاسکتا ہے جب فوج اور سول حکومت کے درمیان توازن قائم کیا جائے اور اسے بہر صورت باقی رکھا جائے۔

پیٹر لیوس امریکن یونیورسٹی کے سکول آف انٹرنیشنل سروس میں اسسٹنٹ پروفیسر ھیں۔